مکمل ناول

عشق سے آگے ہے جو جہاں

از قلم۔ مریم راجپوت

"آج اگر اسے میرے نصیب میں لکھ دیا جاتا تو میں کبھی سجدے سے نہ اٹھتا۔۔"

ایسی کیا برائی تھی مجھ میں یارا؟

میرا کیا قصور تھا۔

مجھے لگتا ہے آج کی رات کے بعد میں کبھی سانس نہیں لے سکوں گا تم دیکھ لینا مجھے کل کا سورج اسکے بغیر دیکھنا نصیب نہیں ہوگا۔۔!!

وہ سسکتے ہوئے گاڑی کے بونٹ پر بھیٹا سر جھکا چکا تھا۔

ہاتھ میں پکڑا ہوا فون پاکٹ میں ڈالتے اسنے ایک آخری نگاہ آدھے چاند کی جانب اٹھائی اور پھر وہ نظریں جھکا گیا تھا۔

بلکل اسی طرح جس طرح وہ اسکے کسی اور کے نکاح میں جانے کے بعد جھکا گیا تھا۔

کیونکہ وہ اس پر کوئی حق کوئی اختیار نہیں رکھتا تھا۔

کتنا تکلیف دہ تھا اسکا محبوب۔۔وہ کسی اور کے نصیب میں لکھ دیا گیا تھا۔

اللہ۔۔اللہ کو پکارتے وہ شدت سے رو دیا تھا۔

کوئی مرد کب روتا ہے بلکہ کوئی بھی کب روتا ہے ؟ یہ آنسوں یوں ہی تو نہیں پار کر جاتے پلکوں کی حدوں کو بے بسی جب غالب آجائے تو پھر آنسوں بے قابو ہوتے آخر پلکوں کی باڑ توڑ کر بہ جاتے ہیں اور یہ شاید آخری لمحہ ہوتا ہے ضبط کا آخری لمحہ۔۔۔

"اور جب ضبط ٹوٹ جائے تو کچھ باقی نہیں رہتا۔"

اسکے قہقہے اس پل اس سنسان سڑک پر گونجے تھے۔

وہ قہقے لگا رہا تھا۔

یوں جیسے کوئی پاگل ہو۔

ہاں واقعی ہی پاگل جو تھا۔

اور پھر رفتہ رفتہ اس شخص کے قہقوں کے رنگ پھیکے پڑ گئے اور قہقہے پل میں سسکیوں میں تبدیل ہو چکے تھے۔

میں۔۔میں اتنا بے بس ہوں؟

میری دعا کیوں نہیں سنی جا رہی؟ بلکہ کیوں نہیں سنی گئی؟

"ایک خواب تھا جو ٹوٹ گیا تھا۔

ایک امید پر کہ اگلے جہاں میں پورا ہو جائے مگر خواب تو خواب ہوتے ہیں نہ ایک بار ٹوٹ جائیں تو پھر کبھی نہیں جھڑتے بس ایک جھوٹی امید تسلی اور ہم رہ جاتے ہیں"

◈◈◈

دیکھو لڑکی یہ ڈریس ہم تمھیں نہیں لینے دیں گے یہ ہمارے بھائی پسند کر کے گئے ہیں۔

وہ دونوں اسکو دیکھتے بول رہیں تھیں ساتھ ساتھ نظریں شاپ کے دروازے پر تھیں کہ کب وہ آئے گا۔

دیکھو۔۔پلیز مجھے یہ بہت پسند آگیا ہے مجھے لینے دو میرے فیانسے کے لیے۔۔!!

تمھارا بھائی کوئی اور لے لے گا۔!

وہ منت کرتے بولی تھی ایک تو اسکو وہ ڈریس پسند مشکل سے آیا تھا اور کوئی اسکی پسند کا تھا نہیں اوپر سے اب یہ لڑکیاں اسکی شکل رونے والی ہو چکی تھی اب دیر نہیں تھی کہ آنسوں نکل آتے۔۔!!

کیا ہو رہا ہے بچو؟

جب اچانک کسی کی آواز آئی تھے۔

وہ یک دم پلٹی وہ کوئی ینگ سالڑکا تھا۔

اس وقت بس وہی یہاں موجود تھا۔

پلیز آپ ان سے کہیں نا یہ ڈریس مجھے لینے دیں آپ انکو کوئی اور ڈریس دے دیں۔۔وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی تھی۔

سامنے موجود لڑکے کو دیکھ کر شاید وہ مینیجر تھا اسکے مطابق۔۔!!

نہیں ہم یہ نہیں دیں گے۔۔!!

پیچھے کھڑی لڑاکا خواتین بھی اپنی بات کی پکی تھیں ہمارے بھائی کی پسند ہم کسی اور کو کیوں لینے دیں؟

انکی بات سنتے سامنے کھڑا رف سے خلیے والا نوجوان انکوایک نظر گھور گیا تھا۔

اب کہ وہ پھر سے بول رہی تھی۔

مجھے بھی یہی ڈریس لینا ہے۔۔!!

بول دو جا کر اپنے بھائی کو وہ آنکھوں میں آنسوں لیے بھرائی آواز میں بولتی ایک پل کو اس رف سے خلیے کھڑے۔

مین۔

کھڑے نوجوان کی بے ساختہ مسکراہٹ کا سبب بنی تھی۔

ٹھیک ہے یہ آپ لے لیں۔۔!! یہ کہتے وہ ان دونوں کو اشارہ کرتے باہر کی جانب۔

بڑھ گیا تھا۔

جبکہ وہ دونوں حیران سی اسکے پیچھے چل دی تھیں وہ ایک دم مسکرائی تھی اس ڈریس کے

مل جانے پر اسکی آنکھوں سے ایک آنسوں ٹوٹ کر بہ گیا تھا خوشی سے۔۔!!

وہ شاپ کیپر کی جانب بڑھ کر اس سوٹ کو پیک کروانے کا کہتی اپنا آنسوں پونچھ گئی تھی۔

دور گلاس وال سے کسی نے بہت دلچسپی سے یہ منظر دیکھا تھا۔

بھلا ایک ڈریس کے لیے کون روتا ہے؟ پاگل۔۔!!

یہ کہتے وہ سر جھٹک کر باہر نکل گیا تھا۔

بھائی ایسا کیسے کر سکتے ہیں بھلا یہ ڈریس اسکو کیوں لینے دیا آپ نے؟

وہ دونوں کافی غصہ تھیں۔

کوئی بات نہیں میں اپنے لیے کوئی اور لے لوں۔

گا۔۔وہ عاجزی سے کہتا سر جھٹک چکا تھا۔

اسکی اس حرکت پر وہ دونوں شاک سی ایک دوسرے کو دیکھ رہی تھیں۔

سیرت نے آگے ہوتے اسکے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر چیک کیا۔۔

کیا ہوا؟ کیا چیک کر رہی ہو سیرت؟

اسنے حیرت سے اسکو دیکھا۔

دیکھ رہی ہوں بخار تو نہیں ہے آپکو؟ یا کہیں کوئی چوٹ وغیرہ۔۔

وہ فکر مند سی کہ رہی تھی۔

کیوں مجھے کیوں بخار ہو گا یا چوٹ لگے گی؟

وہ سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔

آپ یعنی ہمارے اپنی مرضی کے آپ مالک بھائی اپنا پسند کیا ہوا ڈریس ایک عام سی لڑکی کے لیے چھوڑ آئے؟

اسکی بات سنتے وہ بے ساختہ مسکرایا تھا۔

وہ رو رہی تھی اگر میں ہاں نا کہتا تو شاید وہ وہیں بے ہوش ہو جاتی اس لیے میں نے ہاں کر دی۔۔!!

وہ کھلے دل سے بول رہا تھا۔

نا۔۔نا میرے پیارے بھائی آپ کو یوں ہی کسی پر ترس نہیں آتا۔۔کچھ تو ہے۔۔!!

اب سمیرا بولی تھی۔

اور وہ سامنے دیکھتے مسلسل ڈرائیو کر رہا تھا۔

کچھ نہیں ہے فلحال تم لوگ اپنے کام پر دیہان دو۔۔!!

یہ کہتے وہ گاڑی کی رفتار مزید تیز کر چکا تھا۔

ڈیڈ کی کالز آ رہی تھیں بھائی وہ پوچھ رہے تھے۔

اور ہاں انکے وہ جس فرینڈ نے سپیشل ہمارے گھر بابا سے ملنے آنا ہے بابا کہ رہے تھے انکے گھر دعوت نامہ لے کر آپ جائیں گے بابا کے ساتھ انکو شادی کے لیے انوائٹ کرنے۔۔!!

سمیرا کی پوری بات سن کر وہ سر ہلا گیا۔

اوکے ٹھیک ہے۔

ہفتے کو انشاءاللہ جائیں گے ابھی کافی دن ہیں یہ کہتے وہ مگن سا ڈرائیونگ کرنے لگا تھا۔

جب ایکدم ایک چہرا اسکے ذہن میں میں گھوما تھا۔

وہ بے ساختہ مسکرا دیا تھا اسے واقعے ہی اس بے وقوف لڑکی کے اتنی سی بات پر رونے پر ہنسی آئی تھی۔

کوئی کیسے ایک سوٹ کے لیے اس طرح مرنے والا ہو سکتا ہے۔۔۔

یہی سوچتے وہ پھر مسکرایا تھا۔

اسکے بار بار مسکرانے کو اسکی پیچھے بھیٹی بہنوں نے بہت غور سے دیکھا تھا۔

وہ دونوں ایک دوسرے کو اشارہ کر چکی تھیں۔

آنکھوں ہی آنکھوں میں۔۔!!

◈◈◈

ہیلو۔۔!! میں نے شاپنگ کر لی ہے تم مجھے کب پک کرو گے؟

وہ فون کان سے لگائے ہوئے ایک ہاتھ سے پرس کھولتی دوسرے ہاتھ سے شاپنگ بیگز سنبھالتی پوچھ رہی تھی۔

حجاب تم اکیلی کیوں گئی باہر؟

کسی کی فکر مند سی آواز سپیکر سے ابھری تو وہ مسکرائی تھی ایک تو اسکی جان لیوہ مسکراہٹ۔۔ جب وہ روتی تو یوں لگتا تھا پل میں اسکی سانسیں تھمنے والی ہوں اور اب جب وہ مسکرا رہی تھی تو اس جیسا حسین جیسے کوئی تھا ہی نہیں۔

بس۔۔ مجھے نہیں پتا تم جلدی سے آجاؤ میں گھر جانے کے لیے تیار ہوں۔۔!!

وہ یہ کہتی اب اگلی بات کرتی کہ اسکو سپیکر کے بجائے سامنے کے آواز سنائی دی تھی۔

آپ نے بھلایا اور ہم حاضر۔۔ جاناں۔۔!!

یہ کہتے وہ اسکے پاس آچکا تھا۔

حجاب نے کال کاٹ کر اسکو دیکھا تھا اور مسکراتی اسکے قریب چلی آئی تھی۔

وہ اسکے ہاتھ سے شاپنگ بیگز پکڑتے اسکے اس ہاتھ کو پکڑ کر دیکھنے لگا جس میں اسنے شاپنگ بیگز پکڑ رکھے تھے۔

اللہ۔۔۔ حجاب دیکھو ہاتھ کیسے سرخ ہو گئے ہیں تمھارے۔۔ درد تو نہیں ہو رہا؟ وہ فکر مند سا پوچھ رہا تھا۔

حجاب مسکراتی سر نفی میں ہلا گئی تھی۔

آئندہ یوں اکیلے مت آنا۔۔ باہر ورنہ میں ناراض ہو جائوں گا۔۔!!

یہ کہتے وہ اسکو ساتھ لیے باہر کی جانب بڑھ گیا حجاب نے اسکے خفا سے چہرے کو دیکھا پھر مسکرائی تھی۔

اچھا سمائل تو کرو نا حجاب کو تم مسکراتے ہوئے مزید پیارے لگتے ہو۔۔!!

وہ محبت سے کہتے اپنے ساتھ چلتے شخص کے دھڑکنوں میں ارتعاش پیدا کر چکی تھی۔

نا۔۔ ناجاناں یہ ناانصافی ہے۔!!

یوں محبت کا نام مت لو لوگوں کے سامنے ورنہ تمہارا یہ دیوانہ تمہاری ان باتوں کو سنتے تمہیں اتنے لوگوں کے سامنے سینے سے لگا لے گا جو کہ تم سے سہا نہیں جائے گا۔!!

اسکی بات سن کر وہ سرخ پڑ چکی تھی۔

گھر سب آپے گا؟

وہ تزبزسی پوچھ رہی تھی۔

اسکی اس ادا پر فاتح کاظمی جاندار سا مسکرایا تھا۔

گھر تب آئے گا جب ہم گاڑی میں بھیٹیں گے ابھی فلحال ہم گاڑی کی جانب گامزن ہے یہ کہتے وہ حجاب کا ریکشن دیکھنے لگا وہ اسکی بات سنتے ہلکا سا ہنسی تھی۔

اور اسکی آنکھوں کی چمک مزید بڑھ گئ تھی۔

اس پل اسکی آنکھیں تاروں کی طرح ٹمٹمائی تھیں۔

"آخر پسندیدہ مرد کے قریب رہ کر عورت پھولوں کی طرح مہک ہی تو جاتی ہے جب وہ اپنے پسندیدہ مرد سے چاہی جائے تو اسکا مان مزید بڑھ جاتا ہے اسکی خوبصورتی بھی یہ ہے اور تب تک ہے جب تک اسکا پسندیدہ مرد اسکو چاہے اسکی تعاریف کرے اسکو ان نگاہوں کے دیکھے جو محبت سے بھری ہوں تو عورت مہک ھی تو جاتی ہے۔"

◈◈◈

وہ لوگ اس وقت یامین خانزادہ کے دوست کے گھر دعوت نامہ لے کر آئے تھے۔

بخت خانزادہ کال سننے کے لیے باہر مردان خانے کی طرف سے نکل کر گارڈن میں آچکا تھا۔

اسکی کوئی بزنس میٹنگ کے بارے میں کال تھی۔

وہ اس وقت کالی شلوار قمیض میں اوپر کالی ہی چادر لیے اس قدر خسین لگ رہا تھا۔

کوئی دیکھتا تو ماشاءاللہ تو ضرور کہتا کہیں اس شاداب سے شخص پر خزاں نہ آجایے اسکی کال بند ہوئی اور وہ فون جیب میں ڈالتے مڑا ہی تھا۔

جب اسکی نظر سامنے موجود حصے کی جانب گئی تھی۔

وہ شاید زنان خانے کا حصہ تھا۔

لیکن جو وہ دیکھ رہا تھا۔

اس وقت وہاں کھڑا ابخت خانزادہ واقعی ہی جھکڑا گیا تھا۔

وہاں کوئی لڑکی آنکھوں پر کالی پٹی باندھے سرخ لباس میں گول گول گھومتی کھلکھلا رہی تھی۔

اسکے گھنگریالے بال اسکے چہرے پر آتے اسکو تنگ کر رہے تھے مگر وہ انکو پھر سے سیدھا کرتی مزید تیزی سے گھومنے لگی تھی۔

اسکو شاید چکر آرہے تھے۔

مگر وہ پھر بھی تیز تیز گھوم رہی تھی۔

اور یک دم وہ چکر کھا کر نیچے گھاس پر گرتی یہ سمجھتے وہ ابھی اسکی جانب بڑھا ہی تھا کہ کوئی اسکو پہلے ہی تھام چکا تھا۔

اور وہ ہنستی کھلکھلاتی اس شخص کے بازو کے حصار میں خود کو محفوظ سی تصور کرتی اسکے بازو پر ہاتھ رکھ گئی تھی۔

وہ اب اسکی آنکھوں پر بندھی پٹی اتار رہا تھا۔

اسنے اپنے بازو میں موجود لڑکی کو پاس سے چئیر اٹھا کر اس پر بھیٹایا تھا۔

اور خود گھٹنوں کے بل وہیں زمین پر بھیٹ گیا تھا۔

وہ حجاب کا نازک پاؤں اپنے گھٹنے پر رکھتے اس پر لگی ہلکی سی گھاس صاف کر رھا تھا۔

وہ جلدی سے اپنا پاؤں پیچھے کھینچ گئی تھی۔

فاتح۔۔ایسے مت کرو۔۔!!

اسکی التجا پر وہ سیدھے ہوتے کھڑا ہوا اور پھر پاا۔

س ٹیبل کے پانی اٹھا کر گلاس میں ڈالتے اسکے سامنے کر گیا تو وہ گلاس تھام گئی تھی۔

دور سے یہ منظر کسی نے دیکھا تھا۔

وہ وہی لڑکی تھی۔

وہ پاگل سی لڑکی جسکو سوچ سوچ کر وہ راتوں کی نیند اور دن کا چین گنوا چکا تھا۔

وہ اسکا رونا پھر اسکا مسکرانا۔

وہ لڑکی عجیب سی تھی۔

روتی تو لگتا کہ ناجانے کیا قیامت آگئی ہو اور ہنستی تو ہر طرف جنت محسوس ہوتی تھی۔

لیکن اب؟

وہ شخص کون تھا؟

وہ جو اسکے اتنا قریب تھا۔

اور وہ پر سکون سی تھی۔

لیکن وہ لڑکی اس پل جیسے وہاں کھڑے بخت خانزادہ کو اپنا اسیر کر گئی تھی اور بے چین بھی۔ وہ خوبصورت تھی۔ یا صرف اسے ہی لگ رہی تھی۔

لیکن واقعے ہی وہ لڑکی اس پل بخت خانزادہ کے دل میں کہیں کسی بہت بلند جگہ پر گھر کر چکی تھی۔

وہ کچھ دیر تک اسکو مسلسل دیکھتا رہا مگر اس نوجوان کو اسکے اتنا قریب دیکھ کر اسکے دل کو کچھ ہوا تھا۔

وہ کیوں اسکے اتنی قریب تھی؟

وہ کون تھا؟

یہی سوچتے ایک آخری نظر ان پر ڈالتا وہ واپس اندر کی جانب بڑھ گیا تھا۔

اپنے دل کو وہیں چھوڑ کر گیا تھا اس لڑکے کے واسطے۔۔!!

◈◈◈

بابا آج آپ کے ہاں کون آیا تھا؟

وہ اپنے بابا کے پاس بھیٹی پوچھ رہی تھی۔

کیونکہ وہ دن کو آئے مہمانون کے بارے میں لالی سے سن چکی تھی۔

بچے وہ میرا دوست تھا۔

یامین خانزادہ انکے بیٹے کی شادی ہے جمعہ کو تو وہ دعوت نامہ لے کر آئے تھے۔۔!!

وہ اپنی پیاری سی گڑیا کو دیکھ کر بول رہے تھے۔

انکی بات سنتی وہ مسکرائی تھی۔

تو کیا ہم بھی جائیں گے انکی شادی پر؟

وہ پر شوق سی پوچھ رہی تھی۔

خان صاحب نے اپنی بیٹی کو دیکھا پھر سر ہاں میں ہلا چکے تھے۔

بچے وہ بہت دور سے آئے ہیں اسلام آباد کے قریب انکا گاؤں ہے وہ وہاں کے سردار ہیں تو وہ کہہ کر گئے ہیں کہ ہم تین دن پہلے ہی آجائیں شادی کے لیکن مین تو بزی ہوں تو ایسا کرتے ہیں تم لالی تمھاری ماما تمھاری تینوں بہنیں چلے جاؤ ساتھ افراسیاب کو لے جاؤ باقی دونوں لڑکے اور فاتح ہم اور تمہارے تایا بعد میں آجائیں گے مہندی والے دن۔۔!!

یہ کہتے وہ فاتح اور افراسیاب کی جانب دیکھنے لگے تھے۔

دونوں سر ہلا چکے تھے۔

ٹھیک ہے خان صاحب لیکن حجاب کا حیال رکھنے کے لیے مجھے ہونا چاہیے نایہ بلکل حیال نہیں رکھے گی اپنا فاتح کی فکر مند سی آواز سنتے حجاب سرخ چہرے کے ساتھ خان صاحب کے سینے میں سر چھپا گئی تھی۔

وہ اسکا منگیتر تھا۔

اور خانوں میں شاید سب سے زیادہ زن مرید بھی وہ کہیں بھی جانا ہوتا پہلے حجاب کی سیکیوریٹی سیٹ کرتا تھا۔

ورنہ اسکا سانس سوکھا رہتا زیادہ تر حجاب کہیں جاتی نہیں تھی۔

لیکن جب جاتی تو فاتح کے پورے سیکیوریٹی سسٹم کے ساتھ جاتی یا پھر وہ اسکے ساتھ جاتا تھا۔

افرسیاب اور خان صاحب مسکرا ایے تھے۔

برہر دار وہ ہماری بیٹی بھی ہے ہمیں بھی اسکی فکر ہے لیکن وہاں سب بلکل ٹھیک ہے کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں ہے یامین خانزادہ ہمیں پوری تسلی کروا۔

کر گیا ہے انکی بات پر وہ سر ہلا گیا تھا۔

ٹھیک ہے لیکن میں ان تین دنوں میں چکر ضرور لگاؤں گا اسکی طرف۔۔!!

وہ انکے تسلی دینے پر بھی باز نہیں آیا تھا۔

خان صاحب نفی میں سر ہلا گئے تھے۔

اور حجاب انکے پاس سے اٹھ کر جلدی سے کمرے کی جانب بھاگ گئ تھی۔

◈◈◈

آج حویلی میں ہر طرف ہلچل تھی۔

ہر طرف تیاریاں ہو رہی تھیں۔

کیونکہ آج خاص خاص مہمانوں نے آنا تھا۔

بختیار خانزادہ کی شادی کے لیے جن کو انوائیٹ کیا گیا تھا۔

بخت خانزادہ بھی تیار ہوتا اپنی چادر لیے حویلی سے باہر نکل گیا اسکو آج آفس میں کچھ ضروری کام تھا۔

خانزادہ گروپ آف انڈسٹریز کا وہ مالک تھا۔

انکا گاؤں تو اسلام آباد کے قریب تھا۔

لیکن انکے بزنس اسلام آباد میں تھے بزنس اور آفس سو وہ گاؤں اور گاؤں سے آفس آتے جاتے رہتے تھے۔

وہ اور اسکا بڑا بھائی بختیار خانزادہ اسلام آباد میں رہتے تھے زیادہ تر جبکہ باقی چھوٹا بھائی اور بابا گاؤں میں رہتے تھے۔

یہ خانزادے برسوں سے یہاں آباد تھے۔

اس گاؤں کے سردار اسکے بابا یامین خانزادہ تھے۔

اسکے تایا اور چچا ساتھ موجود گاؤں کے سرپنچ دور سردار تھے۔

یہ کہنا زیادہ بہتر ہوگا کہ وہ لوگ سرداوں گی گدی سنبھالتے آئے تھے۔

پرانی پشتوں سے اوپر سے خانزادہ خاندان جیسا بڑا امیر کبیر خاندان ہر کسی کو پسند تھا۔

انکے کردار انکے رکھ رکھاؤ انکی رحم دلی لیکن ان سب میں ایک سب سے زیادہ الگ شخصیت کا مالک تھا۔

اور وہ تھا بخت خانزادہ اسکی عادتیں اسکا مزاج کچھ بھی ان جیسا نہیں تھا۔

وہ رحم نہیں تھا اسے بس اپنوں پر رحم آتا تھا۔

اسے بس اپنے سگھے رشتوں سے محبت تھی۔

غصہ اسکا آتش فشاں تھا جب پھٹتا تو بوال لے آتا تھا۔

وہ من موجی سا خانزادہ تھا۔

اسکی فطرت ان سب سے الگ تھی اسکی پسند اسکی ناپسند وہ واقعے ہی سب سے مختلف تھا اسکے شوق اسکی مصروفیات سب کچھ۔۔!!

اور شاید اسکے نام کی طرح اسکا بخت بھی!!

ہاں بخت خانزادہ کا بخت بھی مختلف تھا۔

◈◈◈

وہ لوگ حویلی پہنچ چکے تھے۔

انکا پرتپاک استقبال کیا گیا تھا۔

حجاب خوشی خوشی مورے سے مل رہی تھی۔

جب اچانک اسکی نظر انکے پیچھے کھڑی ان دو لڑکیوں پر پڑی جو اسکو گھور رہی تھیں۔

آپ لوگ؟

وہ حیران ہوتی انکو دیکھنے لگی تھی۔

آپ لوگ یہاں کیسے؟

حجاب ان سے سلام کرتی پوچھ رہی تھی۔

یہ جن کی شادی میں آپ انوائٹڈ ہیں وہ ہمارے بھائی ہیں۔۔!!

وہ دونوں اسکو خوشی سے بتا رہی تھیں اوہ سچی مطلب آپ لوگ بھی یہاں ہوں گے مزا آئے گا۔۔!!

وہ پٹھانی نین نکش کی مالک لڑکی اپنے چہرے پر آتے براؤن گھنگریالے بالوں کو ایک ہاتھ سے پیچھے کرتی اس وقت ان دونوں بہنوں کو اتنی پیاری لگی کہ دل کیا اسکے گال چوم لیں۔

مگر پھر دونوں ایک دوسرے کو گھور کر اپنی سوچ پر حیران ہوتیں اس کیوٹ سی لڑکی کے فقط گال ہی کھینچ سکی تھیں جو کہ مزید سرخ ہو چکے تھے۔

ان بھائی کی شادی ہے جن کے لیے وہ ڈریس پسند کیا تھا؟

اور پھر میرے مینیجر کو کہنے پر آپ نے وہ سوٹ دے دیا تھا۔

حجاب سوالیہ نظروں سے دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

وہ لوگ حیران ہوئی تھیں۔

کیا وہ پاگل لڑکی انکے اس خوبرو شہزادے بھائی کو اس دن شاپ کا مینیجر سمجھ بھیٹی تھی؟

اوہ۔ لڑکی خدا کا خوف کر وہ ہمارے بھائی تھے یار وہی جنکے لیے ہم نے وہ ڈریس پسند کیا تھا بلکہ جنہوں نے وہ ڈریس پسند کیا تھا۔!!

وہ دونوں چیختی ہوئی بولی تھیں۔

اوپسس۔!! حجاب نے بے ساختہ اپنی انگلی دانتوں میں دبائی تھی۔

سوری وہ مجھے پتا ہے نہیں چلا۔۔!!

وہ شرمندہ سی ہوتی سر جھکا گئی تھی۔

کوئی بات نہیں چھوڑو شکر ہے بھائی کو ویسے اندازہ نہیں ہوا تھا کہ تم نے انکو مینیجر سمجھا تھا اس دن۔۔!!

وہ لوگ شکر کا سانس لیتیں اسکو لیے اندر کی جانب بڑھ گئی تھیں باقی سب پہلے سے اندر جا چکے تھے۔

◈◈◈

رات گئے وہ واپس لوٹا تھا۔

کمرے میں جاتے چینج کر کے وہ کچن کی جانب آیا تھا رات کے بارہ بج چکے تھے لیکن اسکا دل کر رہا تھا مزے کی چائے پینے کا۔۔!!

وہ جب کچن میں داخل ہوا تو کوئی منہ موڑے کھڑا تھا شیلف کی جانب چہرا تھا سو وہ پہچان نہیں پایا تھا۔

میرے لیے بھی چائے بنا دو۔۔!!

اسے لگا شاید تایا کی کوئی بیٹی ہے جن سے وہ زیادہ کلام نہیں کیا کرتا تھا۔

لیکن پھر بھی اس وقت اسکا چائے پینے کا شدید دل کر رہا تھا۔

وہ بھی چائے ہی بنا رہی تھی اسنے پین میں مزید دودھ ڈالا تھا۔

بخت سر ٹیبل پر ٹکا کر آنکھیں موندھ گیا تھا اسکا تھکن سے برا حال تھا۔

وہ چائے بنا کر مڑی تو اسکی نظر سامنے سر ٹیبل پر ٹکا کر بھیٹے وجود پر گئی تھی۔

وہ ٹیبل پر ایک طرف چائے رکھتی اسکو پکار بھیٹی تھی۔

سنیں۔۔!!

مگر اسنے اب بھی سر نہیں اٹھایا تھا۔

شاید یہ سو چکے ہیں۔۔

ہیلو۔۔!!

وہ پھر سے پکار رہی تھی۔

افف۔۔اب کیا کروں؟

یہ تو سو چکے ہیں ابھی وہ مزید کچھ بولتی خود سے ہی کہ وہ نیند سے بھری آنکھیں اٹھا چکا تھا۔

مگر پل میں اسکے حواس اڑے تھے وہ۔۔لڑکی اسکے سامنے بھی آرہی تھی۔

اب حوابوں اور حیالوں کے ساتھ ساتھ۔۔۔ابھی وہ کچھ بولتا کہ وہ بول پڑی تھی۔

سنیں۔۔آپکی چائے یہ بنادی ہے پی لیں۔۔!!

یہ کہتے وہ ابھی مڑتی کہ وہ پکار بھیٹا تھا۔

تم کون ہو؟

وہ حیران سا ہوا شاید یہ بس اسکا وہم تھا یا اب اسکا چہرا اسے ہر کسی میں نظر آنے لگا تھا۔

میں حجاب خان ہوں خان صاحب کی بیٹی۔۔!!

اسکی بات کو سن کر سمجھ کر وہ یک دم سیدھا ہوا تھا۔

اسکی تھکن ختم ہو گئی تھی۔

نیند اڑ گئی تھی۔

"یہ سب اس کے چہرے کے دیدار کی کرامات تھی ہاں محبوب کا چہرا ایک دم سامنے آجانا کرامات ہی تو ہے جو محب پر جادو سا کر دیتا ہے ساری تھکن سارے درد دور ہو جاتے ہیں کم از کم ہمیشہ کے لیے نہیں کچھ پل کے لیے ہی سہی۔"

خانم۔۔!!

حجاب نے اسکو سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا۔

جی؟

میں حجاب ہوں خانم نہیں۔۔!!

اسکے گھنگریالے بالوں کی لٹ اب بھی اسکے چہرے پر جھول رہی تھی۔

میرے لیے خانم ہو۔۔!!

یہ کہتے وہ چائے کا کپ اٹھا چکا تھا۔

اسکی بات کو سنتی وہ تیز بزسی کچن سے نکل چکی تھی۔۔

پیچھے وہ کچن میں ناجانے کتنی دیر تک بیٹھا رہا تھا۔

وہ چائے اسکا ذائقہ سب سے زیادہ الگ تھا۔

"محبوب کے ہاتھ کی چائے۔"

یااللہ۔۔۔اسکے ہاتھوں سے بنی چائے بخت خانزادہ کے بخت میں ہمیشہ کے لیے لکھ

دے۔۔!!

وہ جانلیوا مسکراہٹ لیے اٹھا اور کچن سے نکل گیا تھا۔

◈◈◈

ایک دن گزر چکا تھا۔

انکو یہاں آئے ہوئے وہ بہت انجوائے کر رہی تھی لیکن اسے فاتح کی یاد آرہی تھی۔

وہ ابھی گھر کی پچھلی بنی گیلری میں کھڑی فاتح کی کال سن رہی تھی۔

اسکے چہرے پر دنیا جہان کے رنگ تھے۔

فاتح تم یہاں کب آؤ گے؟

وہ اداس سی بولتی فاتح کے دل کی دنیا ہلا گئی تھی۔

پریشان مت ہو اداس مت ہو بلکہ ذرا سی بھی ٹینشن مت لو حجاب میں کل آجاؤ گا لیکن پلیز

تم کچھ بھی. ایسا ویسا مت سوچو بس خوش رہو بس خوش تمھاری خوشی فاتح کی فتح ہے

جاناں۔!!

فاتح کی بات سنتے وہ سر جھک گئی تھی۔

وہ جانتی تھی کہ وہ واقعے ہی کل آجائے گا۔

جلدی آجانا فاتح میں انتظار کروں گی۔۔۔۔

یہ کہتے وہ مسکرائی تھی۔

اور وہ اسکو مسکراتا سوچ کر کچھ پر سکون سا ہوتے آنکھیں موندھ گیا تھا۔

کچھ دیر بعد کال بند کرتے وہ مڑی تو اسے کوئی اپنی جانب آتا دیکھائی دیا تھا۔

وہ اسی کے دیدار کی خاطر ادھر ادھر دیکھتے اب یہاں پہنچا تھا۔

وہ ہاتھ میں پھول تھامے ہوئے تھا۔

السلام وعلیکم محترمہ۔۔!!

وہ اسکو سلام کرتے وہیں کچھ قدموں کے فاصلے پر کھڑا ہو گیا تھا۔

خیریت خانم یہاں اکیلی کھڑی ہو؟

بخت کے سوالیہ انداز پر وہ اسکی جانب دیکھنے لگی تھی۔

ہاں جی وہ میں کال پر بات کرتے کرتے باہر آگئی تھی۔

اوہ اچھا حجاب کو اسکے سوال پر نہیں بلکے اسکے خود کو اس نام سے پکارنے پر ہوئی تھی۔

وہ اسے اس نام سے کیوں پکار رہا تھا؟

آپ مجھے بس نام سے کیوں پکار رہے ہیں۔

؟میں حجاب ہوں حجاب فاتح۔!!

وہ اسکے لفظوں کو سہی کرتے بولی تھی۔

بخت چونکا تھا۔

ایک پل کے لیے مگر پھر وہ کچھ کہے بغیر اسکے سامنے ہاتھ میں پکڑا گلاب کر چکا تھا۔۔

یہ لو دن اچھا گزرے گا۔۔!!

یہ کہتے وہ واپسی کی جانب قدم موڑ گیا تھا۔

اسکے دل میں پھانس سی چبی تھی۔

وہ اسکا خود کو خانم کہنا بھی پسند نہیں کرتی تھی۔

اور ابھی جو اسنے کہا وہ کیا تھا؟

فاتح کون تھا؟

جسکا نام وہ اپنے نام کے ساتھ جوڑ رہی تھی۔

وہ کون تھا۔

جو اس دن اسکی محبت کے اتنا قریب تھا۔

یہ سوچ کر بخت خانزادہ کا خون کھولا تھا۔

وہ ابھی مردان خانے کی جانب جاتا کہ اسے سیرت دیکھائی دی تھی۔

سیرت بات سنو۔۔!!!

وہ اسکو اپنے پاس بلا چکا تھا۔

جی بھائی؟

ایک کام ہے تم پتا لگاؤ کہ کیا وہ انگیجڈ ہے یا کسی سے محبت کرتی ہے؟

اسنے سیرت کو آہستہ آواز میں کہا تھا۔

وہ چونکی کون بھائی؟

حجاب۔۔!!

یک لفظی جواب دیتے وہ وہاں سے لمبے لمبے ڈگ بھرتا نکل چکا تھا۔

پیچھے کھڑی سیرت نے دور تک اسکی پشت کو دیکھا تھا۔۔

اور وہ جان گئی کہ انکا خانزادہ محبت میں گرفتار ہو چکا ہے۔

◈◈◈

وہ رات بھر گھر نہیں آیا تھا۔

ڈیرے پر موجود وہ مسلسل اسی کو سوچ رہا تھا۔

وہ لڑکی اسکو لمحہ بہ لمحہ عزیز ہو رہی تھی۔

لیکن پھر ایک ہی منظر اور ایک ہی نام اسکی آنکھوں کے سامنے گھوم جاتا تھا۔

اسکے بابا کا نام فاتح نہیں تھا۔

اور اس دن وہ شخص کون تھا؟

جسکے قریب آنے پر وہ پر سکون تھی خوش تھی کھلکھلا رہی تھی۔

کیا اسکے محبوب کا کوئی محبوب بھی تھا؟

کیا وہ کسی سے محبت کرتی تھی؟

یہی سوچتے اسکی رات آنکھوں میں کٹ رہی تھی۔

اللہ نہ کرے ایسا ہو وہ لڑکی بہت اہم ہوتی جا رہی ہے۔

لمحہ بہ لمحہ اسکی محبت میرے اندر اپنے پنجے گھاڑ رہی ہے۔۔اللہ آزمائش میں نہ ڈالنا میری محبت میری چاہت میرا عشق بنتی وہ لڑکی کسی اور کی نہ ہو۔۔!!

وہ دعا کرتا شدت سے خدا کو یاد کر رہا تھا۔

ابھی اسکے فون کی بیل بجی تھی۔

اسنے فون اٹھا کر دیکھا تو سیرت کا میسج تھا وائس میسج اسنے اوپن کیا تو حجاب کی آواز گھونج رہی تھی۔

وہ میرا منگیتر ہے میں اسکی بچپن کی منگ ہوں فاتح مجھ سے محبت کرتا ہے اور سب سے زیادہ دہم یہ ہے کہ میں بھی اس سے محبت کرتی ہوں۔

اور اگر انکی منگنی تم کے نہ ہوتی تو کیا پھر بھی تم ان سے محبت کرتی؟

حجاب کی بات سن کر سیرت نے پھر پوچھا تھا۔

وہ مسکرائی تھی۔

"فاتح فراہیم خان کی محبت میری دنیا ہے وہ میری فکر کرتا ہے مجھ سے محبت کرتا ہے صرف اس لیے نہیں وہ میری محبت بھی ہے اور جن سے محبت ہو وہی دنیا ہوتے ہیں۔"

وہ بہت خوبصورتی سے اپنی محبت کا اعتراف کر رہی تھی۔

اور کسی کی روح تلک میں زخم بھی حجاب کا کسی کے لیے اظہارِ محبت بخت خانزادہ کی روح تلک میں تکلیف اتار گیا تھا ایک اشک اسکی آنکھ سے بہ گیا تھا۔

وہ اب بھی بے یقین ساساکت ساوجود لیے اسی پوزیشن میں تھا۔

ایک لمحہ لگا تھا اور بخت خانزادہ اپنے بخت میں حجاب کی محبت ہار گیا تھا۔

کیا میں واقعے ہی اسکی محبت کے قابل نہیں تھا؟

اسکے دل نے ایک سوال کیا تھا۔

اور اس سوال کا جواب کہیں بھی نہیں تھا۔

ہوتا بھی کیسے؟ وہ جانتا تھا کہ اسنے محبت حجاب کو بتا کر نہیں کی تھی۔

اسے تکلیف نہیں ہونی چاہیے تھی تو وہ آنسوں؟ وہ گھٹن؟ وہ دل کا درد لمحہ بہ لمحہ بڑھ کیوں رہا تھا؟

آنکھوں سے نکلتے آنسوں ایسے تھے جیسے دل سے خون کے آنسوں نکل رہے ہوں۔

اللہ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ کیا میں کبھی اسکی محبت نہیں پا سکوں گا؟ یا شاید کبھی اپنی محبت نہیں پا سکوں گا؟

محبوب کا محبوب کوئی اور ہو تو پھر محب کا سانسیں لینا محال ہوتا ہے وہ کیسے زندہ تھا؟ وہ کیسے سانسیں لے رہا تھا؟

کتنے ہی گھنٹے گزر گئے تھے جب اسے سیرت کی کال آنے لگی تھی۔

بھائی وہ بابا کہہ رہے تھے کہ فاتح آ رہا ہے حجاب کا۔

منگیتر تو گارڈز سے کہیں کہ انہیں جنگل والے راستے۔

سے نہ آنے دیں میں آپکو نمبر بھیجتی ہوں۔۔!!

یہ کہتے وہ ایک لمحے میں نمبر بھیج چکی تھی۔

بخت نے اس نمبر کو کھولتے ڈی پی چیک کی تھی۔

وہ وہی شخص تھا وہ جو اس دن حجاب کے پاس تھا۔

اسکو سمبھال گیا تھا گھرنے پر۔۔!

اسکو پھر سے سیرت کا میسج آیا تھا۔

بھائی جلدی سے گارڈز کو بول دیں ورنہ وہ اسی راستے سے نہ آ جائیں۔!!

اسکے اس میسج کو سنتے وہ فون کو ایک طرف پھینک چکا تھا۔

"میری طرف سے مر جائے وہ شخص جس کو وہ میرے علاوہ چاہے۔"

اس پل وہ خود غرض ہو گیا تھا۔

بخت خانزادہ محبت میں خود غرض ہو گیا۔

وہ اٹھا اور بیڈ پر جا کر لیٹتے وہ آنکھیں موند چکا تھا۔

رات ک جاگا وہ پل میں نیند کی وادیوں میں جا کھویا تھا۔

◈◈◈

وہ کب سے ٹیرس پر کھڑی حویلی آنے والے راستے کی جانب دیکھ رہی تھی۔

پل پل اسکی آنکھوں میں مایوسی چھا رہی تھی۔

اتنا وقت ہو چکا تھا۔

وہ اب تک نہیں آیا تھا۔

یہی سوچتی اسنے فون پہ کال کی تو بیل جاتی رہی لیکن کسی نے اٹھائی نہیں اور ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ فاتح نے اسکی کال نہیں اٹھائی تھی وہ بھی تب جب وہ پریشان تھی۔

اللہ۔۔اسکا دل پل میں بری طرح گھبرانے لگا تھا۔

اب کیا کروں ؟ یہی سوچتے وہ واپس پلٹی تھی جب اسکے ہاتھ میں پکڑے فون کی بیل بجی وہ جلدی سے کال اٹھا چکی تھی۔

ہیلو فاتح۔۔ کہاں ہو ابھی تک آئے کیوں نہیں؟

وہ پریشان سی پوچھ رہی تھی۔

جب سپیکر سے فاتح کی آہستہ سی آواز ابھری تھی۔

جاناں۔۔ میری گاڑی کی بریکس فیل ہو گئیں ہیں اور میں نہیں جانتا کب یہ کہیں بھی لگ جائے۔

اسکی بات سنتے حجاب کا دل جیسے بند سا ہونے لگا تھا۔

وہ اپنا سینا مسلنے لگی تھی۔

فف۔فات۔۔خ۔۔اللہ۔

یہی لفظ ادا کرتے وہ نیچے کی جانب بھاگی تھی۔

فاتح اب بھی بول رہا تھا۔

میری جان کے ٹکڑے پریشان مت ہو مجھے کچھ نہیں ہو گا۔

اسکی بات سن کر وہ بری طرح چیخی تھی درد سے تکلیف سے۔

مم۔پلیز۔۔ فاتخ۔ گاڑی سے چھلانگ لگا دو۔۔۔

فاتح نے بے بسی سے اسے دیکھا تھا۔

جاناں یہ نہر والی سڑک ہے۔۔!!

اور وہ سمجھ گئی تھی۔

وہ سیرت کے کمرے میں داخل ہوتی اسکو پکارنے لگی تھی۔

سیرت۔۔ سیرت۔۔وہ جلدی سے ڈریسنگ روم سے باہر آئی کیا ہوا؟ حجاب؟

سیرت نے حیرت سے اس سے پوچھا تھا۔

وہ۔۔وہ فاتح کی گاڑی کی بریکس فیل۔ ہو گئی ہیں۔۔ کسی کو بولو کچھ کرے۔۔۔

ابھی اسکی بات مکمل ہوتی گاڑی کے دھماکے کی آواز آئی تھی۔

اور فون بند ہو گیا۔

دوسری طرف حجاب کے دل کی دھڑکنیں بھی فون کے ساتھ ہی بند ہو گئی تھیں۔

اسکو سانس نہیں آرہی تھی وہ گہرے گہرے سانس لینے کی کوشش کرتی زمین پر گرچکی تھی۔

سیرت نے پہلے سمیرا کو آواز دے کر بھلایا پھر وہ جلدی سے بخت کو کال کرنے لگی تھی۔

مسلسل بیل جانے پر بھی کوئی نہیں اٹھا رہا تھا۔

جب ایک آخری بیل پر وہ اٹھا چکا تھا۔

ب۔۔بھائی وہ فاتح کی گاڑی کو کچھ ہو گیا دھماکہ ہوا ہے۔

اور۔۔اور حجاب کی سانسیں نہیں چل رہیں۔۔ گھر آئیں اسکو ہاسپٹل لے کر جانا ہے۔!

اور اسکی بات سنتے بخت خانزادہ کے قدموں سے جیسے زمین نکل گئی تھی۔

وہ جلدی سے اپنی چادر لیے گاڑی کی چابیاں اٹھائے۔

گاڑی کی جانب بڑھ گیا تھا۔

بیس منٹ کا فاصلہ۔۔اسنے شدید ریش ڈرائیونگ کرتے ہوئے طہ کیا تھا۔

اور ٹھیک پانچ منٹ میں وہ حویلی کے گیٹ کے سامنے گاڑی کھڑی کرتے وہ اندر کی جانب بھاگا تھا۔

حال میں داخل ہوتے وہ اوپر کی جانب قدم بڑھاتا کہ اسکو دادی اماں کے کمرے سے آواز سنائی دی تھی۔

شاید وہ سب یہاں ہوں گے۔

یہی سوچتے وہ کمرے میں پھنچا تھا۔

سیرت کہاں ہے؟

پوچھ وہ حجاب کا رہا تھا۔

وہ لوگ ہاسپٹل چلے گئے ہیں بچے حجاب بیمار ہوگئی تھی اسکی سانس بند ہو رہی تھیں۔

دادی کی بات سنتے وہ الٹے قدم باہر نکلا تھا۔

اور پھر واپس سے گاڑی موڑتے وہ قریب بنے سردار ہاسپٹل کی جانب کا رخ کر گیا تھا۔۔

گاؤں کے لوگوں کے لیے یہی ایک سب سے اچھا ہاسپٹل تھا۔

وہ آدھے گھنٹے کی دوری پر تھا۔

بخت خانزادہ نے آج سے پہلے کبھی اتنی ریش ڈرائیونگ نہیں کی تھی جتنی وہ اب کر رہا تھا۔

اللہ یہ کیا ہو گیا ہے کاش میں جلدی پہنچ جاتا۔۔۔

ملامت کرتے وہ بری طرح دل کے درد پر کراہا تھا ایک طرف اسکی محبت تھی وہ دوسری طرف وہ اسی کی وجہ سے اس اذیت میں تھی۔

ہاں بخت خانزادہ نے فاتح کا کال کرنے کے بجائے فون بند کر کے رکھ دیا تھا۔

اگر وہ اسے کال کر کے بتا دیتا کہ وہاں خطرہ ہے اس وقت وہ جگہ ٹھیک نہیں تھی کوئی بھی حادثہ ہو سکتا تھا فاتح کے ساتھ مگر اسنے نہیں بتایا۔

"وہ ایک پل کو اپنی محبت میں خود غرض ہو گیا تھا لیکن اسے اندازہ نہیں تھا کہ محبت میں محبوب کے محبوب کی سانسیں ہمارے محبوب کی ہی زندگی سے جھڑی ہوتی ہیں۔"

اور اب فاتح کو نقصان پہنچنے کی صورت میں اسکی خانم کی سانسیں تک رُک گئی تھیں۔

تو کیا وہ شخص اسکے لیے اتنا اہم تھا؟ کہ اسکے لیے سانسیں تک روک لی جائیں۔۔!!

بلکہ ہاں وہ اہم تھا کیونکہ وہ سانسیں روک چکی تھی وہ زندگی سے لڑ رہی تھی اب اسکے دور جانے کے خیال سے جس لڑکی کی سانسیں تھم گئی تھیں ایکدم وہ گاڑی روک چکا تھا۔

اسکی آنکھ سے ایک آنسو بہ گیا۔

اگر وہ صرف اس شخص کو کچھ ہونے کے خیال سے سانسیں نہیں لے پا رہی تو کیا وہ اس شخص کے بغیر جی پائے گی؟ میں تو اس سے محبت کرتا ہوں لیکن وہ؟

وہ تو فاتح فراہم خان سے محبت کرتی ہے۔

یعنی بخت خانزادہ کا محبت کرنا یا کرنا اہم نہیں تھا اہم تھا تو صرف اس شخص کا سہی سلامت ہونا یعنی اسکے محبوب کے محبوب کا ٹھیک ہونا۔۔اسکی محبت ہوتی یا نا ہوتی کہیں فرق نہ آتا۔۔!!

اس ایک لمحے میں وہ خود سے کتنی ہی جنگیں لڑ چکا تھا۔

آہہہہہ۔۔اسکی دھاڑ گاڑی میں گونجی تھی۔

خانم بخت خانزادہ کا عشق ہو تم اور میرے عشق کی سانسیں سلامت رہیں تم خوش رہو چاہے اسکی قیمت پھر بخت خانزادہ کے خون کے آنسوں بھی کیوں نہ ہوں۔!

"ایک محبت کا قطرہ اسکی آنکھ سے بہ گیا مگر جو دوسرا رہ گیا وہ عشق بن گیا تھا بخت خانزادہ کے دل دماغ اور رگوں میں بہتا حجاب خان کا عشق اسکی خانم کا عشق۔"

◈◈◈

فاتح نے کچا راستہ دیکھتے ہی چھلانگ لگا دی تھی گاڑی سے سو وہ بچ گیا لیکن گاڑی بری طرح درخت سے ٹکرائی تھی۔

اسے کے کچھ لمحوں بعد وہاں یامین خانزادہ کے گارڈز آ چکے تھے۔

وہ اسکو ہاسپٹل لے آیے تھے اسکے سر پر تھوڑے زخم تھے سو اسکو درد کی دوا دی تھی ڈاکٹر نے جسکے ساتھ بے ہوشی کی دوا بھی تھی۔

وہ ٹھیک تھا اب لیکن ہوش میں نہیں تھا۔

دوسری طرف حجاب اسکا سانس رک رک کر چلتا یک دم رک سا گیا تھا۔

وہ لوگ اسکو آئی سی یو میں شفٹ کرتے باہر انتظار کرنے لگے تھے۔

اسی پل بخت بھی سامنے سے آتا دیکھائی دیا تھا۔

کیا ہوا بابا؟

وہ ٹھیک ہے۔

وہ پسینے سے تر چہرے سے پوچھ رہا تھا۔

یامین صاحب نفی میں سر ہلا چکے تھے۔

آئی سی یو میں ہے وہ سانس ٹھیک سے نہیں چل رہی ڈاکٹر نے کہا ہے اگر مزید کچھ دیر ہو جاتی تو شاید وہ نہ بچتی۔۔۔

وہ خاموش سے ہو گئے جبکہ بخت کے دل پر گھونسا سا پڑا تھا۔

اللہ کتنا تکلیف دہ تھا اپنے محبوب کو کسی کے لیے مرتے دیکھنا۔

وہ واپس پلٹا اور وہاں بنے پر ئر روم کی جانب چلا گیا۔

کچھ لمحوں بعد وہ سجدے میں گھڑ گھڑا رہا تھا۔

وہ اس لڑکی کی زندگی مانگ رہا تھا۔

اللہ اسکو میرے نصیب میں نہ لکھیں اسکو وہی شخص عطا کر دے لیکن اللہ وہ ٹھیک ہو جائے۔

بخت خانزادہ آج کے بعد کبھی اس لڑکی کے معاملے میں یوں خود غرض نہیں بنے گا لیکن بس وہ ٹھیک ہو جائے۔۔۔

وہ دعا کرنے کے بعد اٹھا اور پر ئر روم سے نکل گیا ابھی چند قدم ہی چلا تھا کہ کوئی بھکارن اسکے پاس آئی تھی۔

بابا۔۔اللہ کے نام پر کچھ دے دو۔۔خدا تمھاری ہر مراد پوری کرے۔۔!!

اس بھکارن کی دعا سنتے وہ رکا تھا۔

"دعا کرو میری محبت کو میری محبت نہ لگ جائے وہ ٹھیک ہو جائے اسکو سانسیں واپس بخش دی جائیں۔"

وہ اس بھکارن کو یہ کہتے اپنے والٹ سے تمام نوٹ نکال کر اسکی ہتھیلی پر رکھتے تیز تیز قدموں سے چلتے اندر چلا گیا تھا۔

پیچھے وہ بھکارن اس شخص کو دور تک دیکھتی رہی تھی۔

پھر اسکے رب دھیرے سے ہلے تھے۔

"اللہ کرے تیری محبت کو تیری محبت نہ لگے وہ ٹھیک ہو جائے اسکی سانسیں بخش دی جائیں۔"

آنسوں بھری آنکھ سے کی گئی دعا جیسے بجلی کی سی رفتار کے ساتھ ارش پر گئی تھی۔

اور شاید قبولیت بھی پا گئی تھی۔

◈◈◈

آپ لوگ پیشنٹ کی فیملی ہیں؟

ڈاکٹر آئی سی یو سے نکلتے انکی جانب بڑھے تھے۔

جی۔۔افراسیاب نے کہا تو ڈاکٹر صاحب بولنے لگے۔

"وہ دل کی مریض ہیں انکے لیے دوبارہ اتنا شدید صدمہ سہنا نا ممکن ہے اب خیال کیجئے گا کوئی بھی ٹینشن کوئی بھی ڈپریشن انکو موت کے منہ میں لے جا سکتا ہے۔"

ڈاکٹر کی یہ بات سنتے افراسیاب سر ہلا چکا تھا۔

مگر پیچھے کھڑا ابخت وہ ہل تک نہیں سکا تھا۔

توکیا وہ جسکا مریض تھا وہ دل کی مریضہ تھی؟

وہ لڑکی جسکا مریضِ عشق بخت خانزادہ تھا وہ دل کی مریض تھی۔

◈◈◈

وہ ہاسپٹل کے لان میں بینچ پر بھیٹا فون کان سے لگائے بات کر رہا تھا۔

ہارون میری ہمت جواب دے رہی ہے ابھی تو کچھ لمحے ہی گزرے ہیں یہ احساس ہوئے کہ اسکی زندگی میں میری کوئی جگہ نہیں ہے ساری زندگی کیسے گزر سکتی ہے؟

بخت خانزادہ کی سوگوار سی آواز سن کر کال کے دوسری طرف موجود ہارون بے بس سا ہوا تھا۔

بخت میں نے کہا تھا محبت کی جھڑ کو اتنا مضبوط مت ہونے دینا کہ پھر اکھاڑ کر پھینک نہ سکو۔۔ لیکن تم نے تو حد کر دی۔۔ تم اس لڑکی کی خوشی کے لیے اسکے بغیر بھی رہ سکتے ہو؟

لیکن تمھارے دل کا کیا؟

اس دل کو کیا تسلی دو گے؟

اسکا بھی تو سوچو۔۔!!

ہارون کی تلخ آواز پر وہ بے بس سا مسکرایا تھا۔

تمھیں ایک بات بتاؤں؟

"وہ لڑکی جس کا مریضِ عشق میں ہوں وہ دل کی مریض ہے کیا یہ ناانصافی نہیں ہے؟"

اسکے کرب کا اندازہ بھی نہیں تھا۔

کسی کو اگر ہو جاتا تو یقیناً بخت خانزادہ کے صبر پر اسکو سراہا جاتا۔

محبت میں صبر کرنے پر سراہا جانا کس کام کا؟

جب کوئی اس درد سے گزرا ہی نہیں تو پھر۔

"میرے عشق کا عشق کوئی اور ہے یہ سزا کافی نہیں ہے کیا۔"

میں اسکو خوش دیکھنا چاہتا ہوں آج اگر اس شخص کے ساتھ ہوئے حادثے کو سن کر وہ اس حد تک پہنچ گئی کہ سانسیں تک رک گئیں اسکی تو کل وہ اسی شخص کے بغیر زندہ کیسے رہے گی؟

"اسکی سانسوں کا کسی اور کے درد پر رک جانا میرے لیے سوہانِ روح ہے۔"

مجھے میری محبت عزیز ہے میرا عشق عزیز ہے لیکن اسکی زندگی سب سے زیادہ عزیز ہے اسکی خوشی اسکی چاہت سب عزیز ہے جو کہ بخت خانزادہ نہیں ہے۔۔!!

"وہ حجاب خان ہے فاتح کی فتح اسکی کامیابی اسکی محبت اسکا نصیب۔"

"بخت خانزادہ کے بخت میں حجاب خانم نہیں ہے۔"

یہ کہتے وہ کال کاٹ چکا تھا۔

◈◈◈

دو دن گزر چکے تھے۔

وہ لوگ واپس حویلی آ گئے تھے۔

آج مہندی تھی۔

سو سب صبح سے تیاریوں میں مصروف تھے۔

بخت زیادہ تر کام کے سلسلے میں باہر ہی رہا تھا ان دو دنوں میں ابھی وہ شہر سے لوٹا تھا۔

حویلی میں داخل ہوا تو سب لڑکیاں سامنے ہی بھیٹی ہوئی باتیں کر رہی تھیں۔

"اسکی نظر ایک ہی چہرے کی تلاش میں اٹھی تھی دور وہ اسے سامنے ہی نظر آ گئی اور آنکھوں کو جیسے قرار آیا تھا۔"

پیلے رنگ کا غرارہ پہنے وہ بغیر تیار ہوئے بھی حسین ترین لگ رہی تھی۔

اسکے گھنگریالے بالوں کی لٹیں چہرے پر آتی اسے ہمیشہ کی طرح تنگ کر رہی تھیں۔

اور اسی پل وہ اسکی جانب آئی تھی۔

بخت کو جیسے یقین نہیں آیا کہ وہ اسکو ہی بلا رہی تھی۔

سنیں۔۔!!

وہ کچھ سیکنڈز بعد اسکی جانب بڑھا تھا۔

ہاں جی کیا بات ہے؟

دنیا بھر کی فکر اور محبت اس وقت اسکی آنکھوں اور چہرے پر سمٹ آئی تھی۔

وہ میں نے آپکا شکریہ ادا کرنا تھا۔

حجاب نے اسکو دیکھ کر مسکراتے کہا تو بخت نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

کس لیے ؟اسنے اایسا کیا کیا تھا کہ وہ اسکا شکریہ کرتی۔۔۔

یہی سوچ کر وہ پوچھ بھیٹا تھا۔

آپ نے میرے فاتح کی جان بچائی اسکے لیے مدد بھیج کر اگر وہاں وقت پر سیکیوریٹی نہ پہنچتی تو نا جانے کیا ہو جاتا۔!!

یہ آخری جملہ ادا کرتے ہوئے اسکی آواز بھیگ گئی تھی۔

اسی لمحے بخت خانزادہ کی آنکھیں ضبط سے لال ہوئیں تھیں جنہیں شاید پاس کھڑی حجاب نے مخصوص نہیں کیا تھا۔

کوئی بات نہیں۔!!

یہ کہتے وہ تیز تیز قدم اٹھاتا اوپر کی جانب چل دیا تھا۔

کمرے میں آتے وہ کمرے کا دروازہ بری طرح مار گیا تھا۔

ضبط کی حد تھی شاید تب جب اسنے اپنی خانم کے لبوں سے سنا تھا۔

جب وہ کہ رہی تھی۔

جب اس نام پر خانم کی نگاہوں میں محبت عقیدت اور عزت در آئی تھی۔

وہ کس قدر چاہت بھرے لفظوں سے اس شخص کا نام لے رہی تھی۔

اسکو بار بار ایک یہ لفظ سنائی دے رہے تھے۔

"آپ نے میرے فاتح کی جان بچائی۔"

یہ لفظ نہیں ہنجر تھے جو بخت خانزادہ کے دل پر بری طرح وار کر چکے تھے۔

پہلے لگتا تھا بن تیرے مر جاؤں گا۔

تو نے چھوڑا تو پھر میں کدھر جاؤں گا۔

تو بھی لگتا ہے مجھ کو زمانے سا ہی۔

تیرے دل سے بھی اک دن اتر جاؤں گا۔

تیری عادت نے مجھ کو بگاڑا ہے پر۔

ایک دن دیکھنا میں سدھر جاؤں گا۔

پھر ترے پاس سے دیکھنا کیسے میں۔

تجھ کو دیکھے بنا ہی گزر جاؤں گا۔

آج باتوں میں ہوں تیری نظروں میں ہوں۔

جلد دل میں ترے ہو امر جاؤں گا۔

تیری نظر کرم کی ہی بس دیر ہے۔

یہ جو بگڑا ہوا ہوں سنور جاؤں گا۔

اس کی یادیں رہیں گی مرے ساتھ ساتھ۔

شہر یہ چھوڑ کر اب اگر جاؤں گا۔

ایک دن چھوڑ یہ غم زدوں کا جہاں۔

بن میں گزری پرانی خبر جاؤں گا۔

بن کے بادل ہواؤں کے سنگ اڑ کے میں۔

ڈھونڈنے تجھ کو ہر اک نگر جاؤں گا۔

کیا کہا تجھ کو مجھ پر بھروسہ نہیں۔

تجھ کو لگتا ہے کہ میں مکر جاوں گا۔

ہوں محبت محبت محبت ہوں میں۔

تیرا دل تو نہیں ہوں جو بھر جاؤں گا۔

آج خوشبو مری ہو گی کل چھاؤں بھی۔

پھول ہوں آج کل بن شجر جاؤں گا۔

◈◈◈

آج بارات تھی وہ صبح سے تمام تر تیاریوں میں مصروف تھا۔

آحر کارا سے ہوش تب آیا جب حجاب نے اسکے پاس کھڑے فاتح کو پکارہ تھا۔

فاتح۔۔!!

اور فاتح جو بخت سے کوئی بات کر رہا تھا بات کرتے کرتے رکا تھا۔

اسکی نظریں سامنے کھڑی حجاب پر تھیں جو گرے کلی کی میکسی پہنے گھنگریالے بالوں کو کندھے پر ڈالے ہلکا پھلکا میک اپ کئے نظر لگ جانے کی حد تک پیاری لگ رہی تھی۔

وہ بات بھول گیا وہ کیا کہ رہا تھا کیا کر رہا تھا اور وہ اسکی جانب بڑھا تھا۔

اسکے قریب جاتے وہ دھیرے سے اسکے کان کے قریب جھکا تھا۔

جاناں۔۔فاتح قربان۔۔جو مانگو تو جان ہتھیلی پر۔۔!!

جبکہ فاتح کی اس سرگوشی پر وہ لال ہوئی تھی۔

کچھ بولنے کے لیے کھولے لب واہ ہی رہ گئے تھے۔

فاتح نے اپنے والٹ سے نوٹ نکالتے اسکے سر پر سے وار کر پاس سے جاتے ملازم کو دیے تھے۔

اور پھر وہ حجاب کی آنکھوں میں دیکھنے لگا تھا۔

وہ یہ بھول گیا کہ وہ یہاں کیوں کھڑا ہے؟ حجاب نے اسے بھلا یا تھا کہ نہیں۔۔!!

فاتح۔۔حجاب اسکے کان کے قریب کچھ اونچا سا بولی تو وہ ماشااللہ بولتے اسکی بات سننے لگا تھا۔

تم نے ڈریس کب چینج کرنا ہے؟

وہ بڑی بڑی آنکھوں سے اسکو گھورتی پوچھ رہی تھی۔

فاتح کو یک دی یاد آیا ہے ابھی اسے تیار بھی ہونا ہے اوو۔

جاناں۔۔!!

ٹائم دیکھنے لگا تھا۔

جو کہ بس آدھا گھنٹہ رہ گیا تھا بارات جانے وہ میری ڈریس کہاں ہے؟

اسنے حجاب سے پوچھا کیونکہ اسکے کپڑے وہ ہی تیار کیا کرتی تھی۔

حجاب کے جگہ بتانے پر وہ جلدی سے اندر کی جانب بڑھ گیا تھا۔

پیچھے کھڑا ابخت اپنی خانم کو دیکھتے ساکت ہی تو رہ گیا تھا اسنے اس پل چاہا کہ وقت رک جائے یا اسکی سانسیں کیونکہ وہ اسکا چہرا دیکھتے دیکھتے مر جانا چاہتا تھا وہ اسکے نصیب میں اس دنیا میں نہیں تھی۔

لیکن وہ آخری سانس تو اسکا چہرا دیکھتے دیکھتے لینا چاہتا تھا تا کر آخری بار زندگی کو محسوس کر سکے۔!!

◈◈◈

شادی کا فنکشن ختم ہو چکا تھا۔

آج سب مہمانوں نے اپنے اپنے گھر چلے جانا تھا۔

بخت آج کہیں گیا نہیں تھا وہ گھر ہی تھا۔

وہ ٹیرس پر کھڑی چائے پی رہی تھی۔

جب وہ اسکے پیچھے کچھ فاصلے پر جا کھڑا ہوا۔

تو آج تم گھر چلی جاؤ گی اپنے خانم۔۔!!

اسنے آہستہ آواز میں پوچھا تو وہ چونکی پھر مڑتے وہ اسکو دیکھتے سر ہلا چکی تھی۔

ہاں جی۔۔

آپ نے اب پھر مجھے خانم کہا ہے۔

میرا نام حجاب ہے خانم نہیں ہوں میں۔!!

وہ اپنی بات پر زور دیتے بولی تھی۔

بخت خانزادہ دھیرے سے مسکرایا تھا۔

حجاب نے الجھن سے اسے دیکھا۔

مجھے حجاب کہا کریں خانم نہیں۔!!

جبکہ بخت نے اسکی جانب ایک الفت لٹاتی نگاہ ڈالی تھی پھر دھیرے سے سر جھکا گیا۔

"میں جن لوگوں سے محبت کرتا ہوں انکو اپنے پسندیدہ ناموں سے پکارتا ہوں۔"

اسکی بات کو سنتے وہ حیرت زدہ ہوئی تھی۔

مطلب؟

وہ سمجھی نہیں تھی۔

بخت نے اسکی جانب دیکھے بغیر سر نفی میں ہلایا تھا۔

اگر وہ اس پل اسکی جانب دیکھ لیتا تو شاید ہار جاتا اس سے خود کے اور شاید اپنے عشق سے بھی۔!!

ایک بات بتاؤ خانم؟

وہ اسکو پھر سے پکار بھیٹا تھا۔

جی پوچھیں؟

حجاب نے اسکی جانب دیکھتے پوچھا تھا۔

اگلی بار کب سیرت اور سمیرا سے ملنے آؤ گی؟

وہ لوگ کافی دکھی ہیں تمھارے جانے پر۔۔

بخت نے بات سمبھالتے پوچھا تھا۔

اگلی بار؟

وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

اگلی بار اللہ کی مرضی سے میرے نکاح پر۔!!

بخت نے ایک جھٹکے سے اسکی جانب دیکھا نکاح؟

ہاں۔۔!!

وہ سر ہاں میں ہلا گئی تھی۔

میرے اور فاتح کی نکاح پر اگلے مہینے کی کوئی بھی تاریخ طہ ہو سکتی ہے۔!!

یہ کہتے وہ اسکو ضرور آنے کی دعوت دیتی نیچے کی جانب چلی گئی۔

جبکہ بخت خانزادہ کو جیسے عذاب کی نوید سنا گئی تھی۔

ایسا ٹوٹا ہے تمناؤں کا پندار کہ بس۔

دل نے جھیلے ہیں محبت میں وہ آزار کہ بس۔

ایک لمحے میں زمانے میرے ہاتھوں سے گئے۔

اس قدر تیز ہوئی وقت کی رفتار کہ بس۔

تو کبھی رکھ کے ہمیں دیکھ تو بازار کے بیچ۔

اس طرح ٹوٹ کے آئیں گے خریدار کہ بس۔

کل بھی صدیوں کی مسافت پہ کھڑے تھے دونوں۔

درمیان آج بھی پڑتی ہے وہ دیوار کہ بس۔

یہ تو اک ضد ہے کہ محسن میں شکایت نہ کروں۔

ورنہ شکوے تو ہیں اتنے میرے یار کہ بس!

◈◈◈

انکے نکاح کی تاریخ پکی ہو چکی تھی۔

کل اسکا نکاح تھا۔

اور حجاب صاحبہ تو پھولے نہیں سما رہی تھیں۔

اسکا اور فاتح کا نکاح سے پہلے ملنا ممنوع کر دیا گیا تھا۔

ہر طرح کی تیاریاں ہو چکی تھیں۔

اسکا دل بلیوں اچھل رہا تھا۔

محبت کو پا لینے کا احساس سب کچھ بھلا دیتا ہے۔

کچھ پل کے لیے اسکو بھول گیا تھا۔

کون دنیا؟ کیسی دنیا؟ اسکی دنیا تو وہ واحد ایک شخص تھا۔

فاتح۔۔۔ حجاب کا فاتح۔۔!!

◈◈◈

وہ سرخ جوڑے میں سجی سنوری دلہن اپنے کمرے کی بالکنی میں کھڑی فون کان سے لگائے فاتح کو کال کر رہی تھی۔

بہت مشکل سے اسے وقت ملا تھا۔

اس سے بات کرنے کا۔

اور وہ اسے پیغام بجھوا چکا تھا کہ وہ ہی سب سے پہلے اسے دیکھنا چاہتا تھا۔

سو اب وہ اسکو کال کر رہی تھی رننگ آرہا تھا لیکن وہ اٹھا نہیں رہا تھا۔

اللہ فاتح۔۔کال اٹھا بھی لو۔۔۔

وہ کانپتے دل کے ساتھ وہ اسکو کال ملا رہی تھی۔

اسی پل اسکی نظر نیچے کی جانب گئی تھی۔

جہاں کوئی ساکت سا کھڑا تھا۔

وہ کالی شلوار قمیض میں ملبوس سفید اجرک کندھوں پر ڈالے اسکی جانب دیکھ رہا تھا۔

وہ بخت خانزادہ تھا۔

وہ اسکو خود کی جانب دیکھتے دیکھ کر اپنے دل کو مشکل سے سمبھال سکا تھا۔

وہ اسکو یوں دیکھ رہا تھا سر اٹھا کر جیسے کوئی مسافر سفر کرتے کرتے تھک کر چاند کو دیکھتا ہے۔

اسکی نگاہیں وہ پیاسی تھیں۔

وہ اداس تھیں۔

دل ادھورا تھا۔

چاند کی مانند۔

لیکن وہ بالکنی میں کھڑی عروسی لباس میں موجود لڑکی اسکی زندگی تھی۔

جو آج کسی اور کے نام ہو جاتی۔

اور جب ہماری زندگی ہماری نہ رہے کسی اور کی ہو جائے تو ہماری سانسیں بند ہو جاتی ہیں۔

بخت خانزادہ کی بخت میں حجاب خانم تھی ہی نہیں وہ اسکے لیے بنی ہی نہیں تھی۔۔

پھر وہ مڑ گئی اسنے فاتح کا میسج دیکھ لیا تھا۔

وہ اسے کہہ رہا تھا۔

کہ وہ اسکو نکاح کے بعد دیکھے کاتب تک وہ کسی کو اپنا چہرا نہ دیکھائے۔

اور وہ مسکراتی گھونگھٹ اوڑھ گئی۔

دور کھڑے بخت خانزادہ کو یوں لگا اسکی زندگی نے اس سے چہرا موڑ لیا ہے۔

◈◈◈

اسکے تین بار قبول ہے کہنے پر تین بار بخت خانزادہ تین بار مر گیا۔

ہاں وہ لڑکی اسکی خانم اسکا نکاح ہو چکا تھا۔

اسکی حجاب خانم واقع ہی فاتح کی فتح تھی۔

بخت خانزادہ تو عاشق تھا اور عاشقوں کا ملنا تو ناممکن ہوتا ہے کم از کم دنیا میں تو بلکل۔۔۔

نکاح ہو چکا تھا۔

اب فاتح جالی دار پردے کو ہٹا کر اسکی جانب بڑھا تھا۔

اسنے سامنے کھڑی سرخ عروسی لباس میں موجود لڑکی کا گھونگھٹ اٹھاتے اسکا ماتھا چوما تھا۔

اللہ کا تحفہ ہو تم حجاب۔۔!

ایک ہلکی سی سرگوشی وہ اسکے قریب جھکے کر رہا تھا وہ یہ سنتی ہولے سے مسکرائی تھی۔

اور سر جھکا گئی تھی۔

اسکے نصیب میں وہی شخص تھا۔

جسے اسنے چاہا تھا اور بہت چاہا تھا۔

اور جہاں محبت ہر ریا سے پاک ہو دو دلوں کو جوڑ دیا جاتا ہے۔

اور جب کسی ایسے شخص سے محبت ہو جائے جو کسی اور کا نصیب ہو تو پھر اپنی سانسیں قیمتی نہیں لگتیں زندگی گزاری جاتی ہے جی نہیں جاتی اسکے ساتھ بھی یہ ہوا وہ شخص اس لڑکی

کی چاہت انجانے میں ہی کر بھیٹا تھا جو کسی اور کی محبت تھی کسی اور کا نصیب تھی اور

سب سے بڑی بات وہ اس شخص سے محبت کرتی تھی۔

تو پھر کیسے وہ اسے اس شخص سے دور کر دیتا؟

وہ اس قدر ظالم نہیں تھا کہ اپنی محبت کی جان اپنے ہاتھوں سے لے لیتا۔

اگر اسکی محبت کوئی اور تھا تو بخت کا قلب اسکو کبھی اجازت نہیں دیتا تھا۔

کہ وہ اسکی خانم سے اس شخص کو دور کر دے چاہے پھر اسے اس سے ہو دہی دور کیوں نہ

رہنا پڑے۔!!

وہ وہاں سے لوٹ آیا تھا۔

شام کے اندھیرے ہر سو پھیل چکے گئے تھے۔

چاند آسمان پر ابھرنے لگا تھا۔

اور بخت خانزادہ کا دل ڈوبنے لگا تھا۔

اسکے قدم ڈگمگا گائے تھے۔

وہ اپنی گاڑی تک آیا اور پھر ڈرائیونگ سیٹ سمبھال گیا۔

اسکے ذہن میں وہ بار بار گھوم رہی تھی۔

وہ جب اس دن اپنے لان میں سرخ لباس میں گھوم رہی تھی۔

بخت خانزادہ کو بری طرح اپنا دیوانہ کر گئی تھی۔

اور آج وہ پھر سے سرخ عروسی لباس میں موجود بخت خانزادہ کو اپنا دیوانہ کر گئی تھی۔

بخت خانزادہ کو اپنا یہ خسارہ بری طرح رلا رہا تھا۔

وہ مرد جو کبھی رویا نہیں تھا۔

شدت سے رو دیا تھا۔

آج اس لڑکی کے نہ ملنے پر۔

اللہ۔۔۔وہ میرے نصیب میں کیوں نہیں تھی۔

بخت کے دل میں اس لڑکی کی محبت کیوں پیدا کی گئی؟

کیوں۔۔میں اتنا بے بس ہو گیا کہ اپنی محبت کی خاطر ہی اسے پا نہیں سکا۔۔!!

میری محبت سے دوری کی وجہ بھی میری محبت ہے۔

"پسندیدہ شخص کا خسارہ صرف خسارہ نہیں ہوتا۔۔وہ ہمارے دل کی موت ہوتی ہے۔"

وہ گاڑی سے باہر نکل آیا اور پھر بونٹ پر جا بھیٹا اسنے فون نکالتے اپنے جگر کو مال ملائی تھی۔

"کچھ دوست درد کے لمحوں میں دوا ثابت ہوتے ہیں۔"

ہیلو۔۔!!!

فون کے سپیکر سے آواز گونجی تو وہ اس درد کے شدید لمحے میں بھی مسکرایا تھا۔

کیسے ہو بخت خانزادہ۔!

اسکے پوچھنے پر بخت خانزادہ نے سر جھکا دیا تھا۔

بخت۔۔۔

ابھی وہ کوئی بات کرتا کہ بخت خانزادہ کی آواز سپیکر پر ابھری تھی۔

"وہ آج ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کسی اور کے نصیب میں لکھ دی گئی وہ بخت خانزادہ سے چھین لی گئی یا شاید وہ میری کبھی تھی ہی نہیں"

آج اگر اسے میرے نصیب میں لکھ دیا جاتا تو میں کبھی سجدے سے نہ اٹھتا۔۔ یار"

ایسی کیا برائی تھی مجھ میں یارا؟ میرا کیا قصور تھا۔

مجھے لگتا ہے آج کی رات کے بعد میں کبھی سانس نہیں لے سکوں گا تم دیکھ لینا مجھے کل کا سورج اسکے بغیر دیکھنا ہی نہیں ہے۔۔!!

وہ سسکتے ہوئے گاڑی کے بونٹ پر بیٹھا سر جھکا چکا تھا۔

ہاتھ میں پکڑا ہوا فون پاکٹ میں ڈالتے اسنے ایک آخری نگاہ آدھے چاند کی جانب اٹھائی اور پھر وہ نظریں جھکا گیا تھا۔

بلکل اسی طرح جس طرح وہ اسکے کسی اور کے نکاح میں جانے کے بعد جھکا گیا تھا کیونکہ وہ اس پر کوئی حق کوئی اختیار نہیں رکھتا تھا۔

کتنا تکلیف دہ تھا اسکا محبوب۔۔وہ کسی اور کے نصیب میں لکھ دیا گیا تھا۔

اللہ۔۔اللہ کو پکارتے وہ شدت سے رو دیا تھا۔

کوئی مرد کب روتا ہے بلکہ کوئی بھی کب روتا ہے؟ یہ آنسوں یوں ہی تو نہیں پار کر جاتے پلکوں کی حدوں کو بے بسی جب غالب آجائے تو پھر آنسوں بے قابو ہوتے آخر پلکوں کی باڑ توڑ کر بہ جاتے ہیں اور یہ شاید آخری لمحہ ہوتا ہے ضبط کا آخری لمحہ۔۔۔

"اور جب ضبط ٹوٹ جائے تو کچھ باقی نہیں رہتا۔"

اسکے قہقہے اس پل اس سنسان سڑک پر گھونجے تھے۔

وہ قہقے لگا رہا تھا۔

یوں جیسے کوئی پاگل ہو۔

ہاں واقعے ہی پاگل جو تھا۔

اور پھر رفتہ رفتہ اس شخص کے قہقوں کے رنگ پھیکے پڑ گئے اور قہقہے پل میں سسکیوں میں تبدیل ہو چکے تھے۔

میں۔۔میں اتنا بے بس ہوں؟

میری دعا کیوں نہیں سنی جا رہی؟ بلکہ کیوں نہیں سنی گئی؟

◈◈◈

وہ اسکے سامنے کھڑا تھا۔

اور اسکو یوں دیکھ رہا تھا جیسے کوئی معجزے کے انتظار میں ہو اور اچانک سے معجزہ ہو جائے۔

حجاب ایک بات بتاؤں؟

جی؟

حجاب نے اسکے یوں کہنے پر سر ہلایا تھا۔

مجھے تم سے پہلی بار محبت تب ہوئی تھی جب تمہیں پہلی بار سانس لینے میں مشکل ہو رہی تھی تم نے زندگی اور موت کے بیچ مجھے پکارہ تھا جاناں۔۔!!

فاتح فراہیم خان کو زندگی کبھی اتنی خوبصورت نہیں لگی تھی جب تم مجھے اپنے ننھے ہاتوں سے میرا چہرا چھوتی تم مجھے پکارتی تھی۔

حجاب۔۔ فاتح کو اپنی زندگی اس وقت سب سے زیادہ حسین لگتی تھی۔

کوئی تو تھا جو فاتح فراہیم خان کے لیے خاص تھا صرف تم۔۔ حجاب میری محبت ہے تھی اور رہے گی حجاب نے سر اٹھا کر اسکی آنکھوں میں غور سے دیکھا تھا۔

اور فاتح کو اسکے خود کو یوں دیکھنے پر ایک بار پھر سے حجاب سے محبت ہوئی تھی۔

وہ جھک کر اسکا ماتھا چوم رہا تھا۔

ایک عقیدت تھی ایک چاہت تھی ایک محبت تھی۔

"دو دل یک دل ہوئے تھے اور ایک دل ٹوٹ گیا تھا"

"بخت خانزادہ کا دل"

◈◈◈

اس رات اس طویل سڑک پر موجود شخص نے اپنے دل کے ٹکڑے اپنے ہی کانپتے ہاتھوں سے چنے تھے۔

اور پھر وہ اٹھتے گاڑی میں جا بھیٹا تھا۔

گاڑی سٹارٹ کرتے اسنے سپیڈ تیز کرتے یک دم موڑی تھی۔

کچھ لمحوں بعد اسکی گاڑی سڑک پر فراٹے بھرتی ہوا سے باتیں کر رہی تھی۔

بخت خانزادہ کے دل سے نکلتا ایک ایک خون کا قطرہ اسکی آنکھوں کے ذریعے بہ رہا تھا۔

ایک دھندلا چہرا اسکی آنکھوں کے سامنے ابھرا تھا۔

اور وہ آنکھیں موندھتے اسکو سوچ کر مسکرا دیا تھا۔

ایک آخری مسکراہٹ اور بخت خانزادہ کی گاڑی زوردار دھماکے سے سامنے سے آتے ٹرالر سے ٹکرائی تھی۔

"ایک لمحہ لگا تھا اور بخت خانزادہ کو موت اپنے آگوش میں لے چکی تھی ایک عاشق ہار کر موت جیت گیا تھا۔"

"ہمارے خوابوں کی زندگی بہت کم ہوتی ہے انکو اگر وقت پر جی لیں تو خوش قسمتی اور اگر وقت پر انکو جی نہ سکیں تو پھر فقط پچھتاوے رہ جاتے ہیں اور پچھتاوں کا کیا کرنا جب وقت گزر جائے۔"

اسے اپنے الفاظ یاد آئے تھے۔

"میں اسے اس جہان میں نہیں مانگ سکا مانگا بھی تو پا نہیں سکا کیونکہ وہ کسی اور کو مانگتی ہے مگر اگلے جہان میں میں خدا کے پیروں میں گر کر بھی اسکو مانگ لوں گا۔۔ عشق سے آگے ہے جو جہاں۔"

خانم اس جہان میں بخت خانزادہ تمھیں مانگ لے گا۔۔وہ جہاں جو عشق سے آگے ہے۔۔!!

"قسمت نے محبت کا کھیل کھیلا تھا اور بخت خانزادہ کی جان لے لی تھی۔"

محبت ختم ہوئی تھی عشق شروع ہو گیا۔۔۔وہ عشق جو اگلے جہاں میں اپنی تکمیل پا جانے والا تھا۔۔ مگر شاید۔۔!!

وہ جہاں جو عشق سے آگے ہے۔!!

"ایک خواب تھا جو ٹوٹ گیا تھا۔ شاید اگلے جہاں میں پورا ہونے کے لیے مگر خواب تو خواب ہوتے ہیں نہ ایک بار ٹوٹ جائیں تو پھر کبھی نہیں جڑتے بس ایک جھوٹی امید یا تسلی باقی رہ جاتی ہے۔"

◈◈◈

مجھے اپنا وہ خسارہ نہیں بھولتا۔

وہ رات، وہ منظر، وہ بارش، وہ شخص، وہ نظارہ نہیں بھولتا۔

وہ شخص آج بھی پورا کا پورا یاد ہے مجھ ہو۔

یار۔۔وہ شخص مجھ کو پورا کا پورا کیوں نہیں بھولتا۔

یادیں رہ جاتی ہے سب کچھ تو نہیں بھولتا۔

مگر جس شخص کو دل میں رکھا جائے۔

وہ سارا نہیں بھولتا۔

یاد آتا رہتا ہے مجھ کو۔۔ستاتا رہتا ہے مجھ کو۔

اس کا ہنسنا۔۔اس کا مسکرانا۔

اس کی باتیں۔۔اس کا لہجہ۔

اس کا روٹھنا۔۔۔اس کا منانا۔

اس کی محبت۔۔اس کی چاہت۔

سب یاد آتا ہے مجھ کو۔

وہ شخص مجھ کو کبھی نہیں بھولتا۔

رہ گیا وہ کہیں آج بھی باقی۔

مجھے وہ شخص۔۔وہ منظر۔۔وہ خسارہ نہیں بھولتا۔

مجھے اپنا وہ خسارہ نہیں بھولتا۔

ختم شدہ۔

ساتھ جُڑے رہنے کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ۔۔

◈◈◈